الایام : مجلس برائے تحقیق اسلامی تاریخ وثقافت، کراچی جلد:۳، شمارہ:۲، جولائی-دسمبر۲۰۱۲ء

مکتوبات

عبدالسلام ندوی بنام عبدالماجد دریابادی

یہ اکیس خطوط عبدالسلام ندوی کے ہیں جو عبدالماجد دریابادی صاحب کو جولائی ۱۹۱۳ء سے دسمبر ۱۹۵۱ء کے درمیان لکھے گئے۔ پروفیسر ڈاکٹر کبیر احمد جائسی نے یہ خطوط عبدالماجد دریابادی سے حاصل کیئے تھے۔ حواشی بھی ان ہی کے تحریر کردہ ہیں۔ (ادارہ)

(۱)

نیونا گپاڑہ، اکبر بلڈنگ،

بمبئی، ۱۰ر جولائی ۱۳ء

محبی تسلیم،

واقعی دل کو دل سے جو راہ ہوتی ہے تو خود بخود سلسلہ جنبانی ہو جاتی ہے، میں خود آپ کی خدمت میں خط لکھنے کو تھا کہ آپ نے پیش دستی کی۔ مدینۃ العلوم ابھی تک شائع نہیں ہوئی۔ ندوہ کے کتاب خانہ میں اس کا ایک قلمی نسخہ ہے اور آپ اسی سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

مولانا ١ اب اچھے ہیں مگر ضعیف، کام بھی کرتے ہیں۔

میں اب معاملۂ عبدالکریم ٢ کے متعلق بہت کچھ لکھوں گا اور چونکہ گفتگو مجادلانہ نہ ہوگی اس لئے انشاپردازی وغیرہ کا خیال کم رہے گا۔ ہاں میں آپ کو یہ تکلیف دینے والا تھا کہ آپ مجھے انسائیکلوپیڈیا سے مہر، طلاق وغیرہ کے متعلق دوسرے مذاہب اور قوموں میں جو رسم و رواج ہوں اس سے مجھے مطلع فرمائیے۔

صرف ضروری خلاصہ درکار ہے۔ یورپ میں تعدادِ نکاح جو سالانہ ہوتی ہے وہ مل جائے تو اور بھی بہتر ہے۔ امید ہے کہ آپ یہ تکلیف گوارا فرمائیں گے۔ مجھے ان معلومات سے ایک مضمون میں کام لینا ہے۔

میں نے ظل السلطان میں جو بھوپال سے نکلتا ہے بیگم بھوپال کی ایک کتاب پر ریویو لکھا ہے، صرف لفاظی ہے اور کچھ نہیں۔ انشاپردازی کی حیثیت سے اس کو ملاحظہ فرمائیے۔ عبدالسلام

(۲)

بمبئی، ۱۵/جولائی ۱۳ء

مجی تسلیم،

ندوہ میں جو کچھ ہوا اس کو آپ نے مجھ سے زیادہ دیکھا سنا ہوگا۔ اب خاموشی کا وقت نہیں۔ اس قدر شور وغل کرنا چاہئے کہ گورنمنٹ کے کانوں میں یہ صدا پہنچ جائے۔ انگریزی اخبارات اس کا بہترین ذریعہ ہیں آپ خود پانویر وغیرہ میں مضامین لکھئے، اپنے دوستوں سے لکھوائیے دریاباد اور اپنے حلقۂ اثر میں اظہار افسوس اور موجودہ انتظام پر بے اطمینانی کے جلسے کرائیے۔ اس میں غیبی اشارہ بھی ہے۔ کیننگ کالج کے طلبا بھی آپ کے اثر سے جلسہ کر سکتے ہیں۔ والسلام، عبدالسلام

(۳)

نیونا گیاڑہ، اکبر بلڈنگ،

بمبئی، ۲۸/جولائی ۱۹۱۳ء

مجی تسلیم،

۱۔ گرامی نامہ پہنچا۔ آپ نے طلاق کے متعلق مجھے جو مدد دی ہے اس کا شکریہ، لیکن مہر کے متعلق آپ نے توجہ نہیں کی۔ مہر کی ابتدا کب ہوئی؟ کن اسباب سے ہوئی؟ کن قوموں میں مہر مرد کو دینا ہوتا ہے اور کن قوموں میں عورت کو؟ عورت کو مہر دینے سے تمدن پر اور اس کی ذات پر کیا اثر پڑتا ہے؟ مہر کس چیز کا معاوضہ ہے؟ اس کا اثر تعلقات نکاح پر کیا پڑتا ہے؟ یہ سوالات اہم ہیں اس کے علاوہ جو معلومات ہوں اس سے مطلع فرمائیے۔

۲۔ میں نے دوسرا مضمون جو کسی قدر مفصل ہے مشرق میں شائع کیا ہے شائد آپ کی نظر سے

نہیں گزرا۔ وکیل کا سلسلہ الگ ہے جواب وسوال سے نجات ملے تو نفس واقعہ پر آخری مضمون لکھوں۔ کیا میرے مضمون موثر ہوتے ہیں؟ مجھے کوئی نیا اثر قائم کرنا نہیں ہے اس کا اثر مٹانا مقصود ہے جو وحید الدین [۳] نے قائم کردیا ہے۔ لوگوں کے انتظار سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ متشکک ہوگئے ہیں۔ اگر یہ میرے ان مضامین کا اثر ہے تو میں آخری مضمون میں اس سے زیادہ کامیاب ہوں گا۔

۳۔ عید بعد عزم رحیل ہوگا۔

۴۔ میں پرائیوٹ کیرکٹر کے متعلق مولانا [۴] کی طرف سے کیا مدافعت کرسکتا ہوں؟ ہاں اتنا ضرور ہے کہ اگر زید، عمرو کے کیرکٹر کا دقیق راز فاش کرتا ہے تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ عمر کا شریک کار تھا اس لئے عمرو کے متعلق اس کی شہادت ممکن ہے کہ نا قابل اعتبار ہو لیکن اپنی ذات کے متعلق اس کی یہ در پردہ شہادت نہایت موثق ہے۔ اگر آپ ڈاکٹر ہوتے تو وحید الدین سے پوچھ سکتے کہ ان کو علی گڑھ میں سوزاک کن اسباب سے ہوا مگر میں ان فحاشیوں میں نہیں پڑنا چاہتا کیونکہ اس سے خود اپنی توہین ہوتی ہے۔

والسلام، عبدالسلام

(۴)

مجی تسلیم،

طلاق سے متعلق میں نے آپ سے جو معلومات واعداد وشمار مانگے ہیں وہ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کا مطبوعہ کیمبرج میں لفظ ڈایورس کے تحت ہی ملیں گے، اس امر کا فیصلہ کہ کون سی باتیں دلچسپ اور ضروری ہیں، ان آپ سے بہتر کون کرسکتا ہے۔ مجھے طلاق پر ایک مضمون لکھنا ہے۔ عبدالسلام

از بمبئی، ۲۲ رجولائی ۱۹۱۳ء

(۵)

بمبئی، ۹ راگست ۱۳ء

مجی تسلیم،

میں نے اپنا آخری تفصیلی مضمون لکھ دیا اور وہ وکیل مورخہ ۶ راگست ۱۳ء میں چھپ گیا غالباً آپ کی نظر سے گزرا ہوگا۔ اب ایک مختصر مضمون لکھ کہ اس سلسلہ کا خاتمہ کردوں گا۔

مہر کے متعلق تحقیقات جاری رکھیے کوئی جلدی نہیں ہے ہم لوگوں کا اب کچھ ٹھیک نہیں ہے جب دل میں آئی یہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور جہاں جی چاہا ٹھہرے۔ میرے مضمون کے موافقانہ اور مخالفانہ اثر سے مطلع فرمایئے۔

وحیدالدین نے جب ان خدمات کا اعتراف کرلیا جو یہاں بعض لوگ سفید گلی میں انجام دیتے ہیں تو ان کی ثقاہت کا کیا جواب ہوسکتا ہے؟ والسلام، عبدالسلام

(٦)

علاؤالدین پٹی، ڈاکخانہ بلریا گنج،
ضلع اعظم گڑھ، ٢٠/جون ١٤ء
مجی تسلیم،

جواز اسٹرائیک پر ایک فتویٰ لکھ رہا ہوں۔ ٤٠ صفحے کامیابی کے ساتھ ہوگئے ہیں۔ آپ سے انگریزی ماخذ کے متعلق حسب ذیل امداد کی توقع ہے۔

١۔ یورپ میں تعلیمی اسٹرائیکوں کی تعداد
٢۔ تحقیقات ورفع شکایات کا طریقہ، اخراج طلبا واخراج اساتذہ
٣۔ ماہرین تعلیم یورپ کی جواز وعدم جواز اسٹرائیک پر رائے

آمادگی وعدم آمادگی سے بہ پتہ ذیل ۵ مطلع فرمایئے۔ معلومات حاصلہ کلکتہ سے اوائل جولائی میں منگوالوں گا۔ نام کتاب نام مصنف حوالہ صفحہ بھی ضروری ہے۔ والسلام، آپ کا بدنام مخلص
عبدالسلام

(٧)

دفتر الہلال،
٢٣/جولائی ١٤ء
مجی تسلیم،

اب معلومات کی ضرورت نہیں آپ تکلیف نہ گوارا فرمائیں اگر کچھ معلومات حاصل ہوگئے ہوں

توبھیج دیجئے ممکن ہے کہ کام آجائیں۔

۱۲ر جون کے ہمدرد میں میرا ایک ریویو چھپا تھا جس کا ذکر شائد آئی۔ڈی۔ٹی کے کسی نمبر میں ہے۔اس تاریخ کے بعد کے نمبر اگر مل سکیں تو مجھے اس نوٹ کا ترجمہ کر کے بھیج دیجئے۔ والسلام،عبدالسلام

(۸)

دفتر الہلال،کلکتہ

۳ر اگست ۱۴ء

مجی تسلیم،

آپ کو ایک تکلیف دینا چاہتا ہوں بلکہ ایک بہت بڑی علمی،خفیف سی مالی ایثار نفسی پر آمادہ کر رہا ہوں مجھے روح الاجتماع عربی کی ضرورت ہے اگر آپ کا نسخہ ہو تو ایک ہفتہ کے لئے مستعار روانہ فرمایئے اگر راہ میں ضائع ہوا تو میں اس کا ذمہ دار ہوں اور آپ کو دوسرا نسخہ خرید دوں گا ٹکٹ اور رجسٹری کی قیمت بھی روانہ کرتا اگر آپ اس کو اپنی توہین نہ سمجھتے۔اگر آپ کے پاس وہ نسخہ نہ ہو تو مولوی عبدالباری سے بھجوادیجیے ان ہی شرائط و معاہدات پر۔اگر اس میں بھی ناکامیابی ہو تو حافظ فضل الرحمٰن سے میرے نام بھجوادیجئے۔میں قیمت بعد میں روانہ کردوں گا۔بہر حال ضرورت اشد ہے۔ عبدالسلام ندوی

(۹)

دفتر الہلال،

مکلاوڈ اسٹریٹ نمبر ۱۴،کلکتہ

۵ر اکتوبر ۱۹۱۴ء

مجی تسلیم،

مجھے اور مولوی عبدالواجد کو خود مولوی عبدالباری نے لکھا تھا،میں اس وقت بالکل ناآشنا تھا اور خط کے مخاطب بھی مولوی عبدالواجد تھے میں نے اس کو انہی کا فرض سمجھا آج معلوم ہوا کہ وہ بھول گئے،مجھ کو اور ان کو سخت ندامت ہے۔میں نے ابھی سے کوشش شروع کردی ہے۔انشاء اللہ جلد روانہ کروں گا۔ ٦ آپ مولوی عبدالباری صاحب کو اطمینان دلائیں۔

اگر آپ فوج کی نفسیات پر کچھ لکھیں اور الہلال میں اس کی اشاعت کی اجازت دیں تو بہت اچھا ہوگا میں نے یوں ہی سا لکھا ہے۔ آپ کا مضمون ظاہر ہے کہ محققانہ ہوگا۔ الغرض والدین اب تک میں نے نہیں دیکھی اور نہ مجھے اس کی خبر ہے۔ والسلام، عبدالسلام ندوی

(۱۰)

دفتر الہلال کلکتہ

۱۴؍اکتوبر ۱۴ء

مجی تسلیم،

یونیورسٹی ریگولیشن کلکتہ عاریتاً لے کر بھیج رہا ہوں، اس سے فائدہ اٹھا کر واپس بھیج دیجئے گا۔ مجھے مولوی عبدالباری کا پتہ معلوم نہیں لیکن اگر آپ کھولنا نہ چاہیں تو اسی ٹکٹ سے ان کے نام فارورڈ کر سکتے ہیں۔

اگر مال غنیمت کے اصول، حقیقت، تاریخ، مقاصد سے مطلع کر سکیں تو مہربانی ہوگی۔ یہ کس حق کے بنا پر لیا جاتا ہے؟ اور مذہبی پیشوا جو زخارف دینوی کے لئے نہیں لڑتے ہیں اس کو کیوں ہاتھ لگاتے ہیں؟

آج مولانا آزاد دو ہفتہ کے بعد دلی سے آتے ہیں ان سے گفتگو کروں گا مگر مجھے پہلے یہ معلوم ہونا چاہئے کہ آپ کے مضامین کا معاوضہ (قیمت نہیں) کس حساب سے طے کیا جا سکتا ہے؟ والسلام، عبدالسلام

(۱۱)

دفتر الہلال کلکتہ

۲۶؍اکتوبر ۱۹۱۴ء

مجی تسلیم،

ریگولیشن تو پہنچ گیا مگر آپ کا کوئی خط نہیں آیا۔ شائد اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا۔ میرے خط میں اور بعض باتیں جواب طلب تھیں۔

میں آپ سے جو علمی اعانت طلب کرتا ہوں اس کا مقصد یہ نہیں ہے کہ وہ آپ کے فرائض میں داخل ہے یا آپ کو اس کے لئے کوئی خاص کاوش کرنی چاہئے مطلب یہ ہے کہ سرسری طور پر اگر یہ معلومات آپ کو عرض (کذا) مطالعہ میں حاصل ہو جائیں تو اس سے مجھے مطلع فرمائیے۔ ان کا کوئی محدود وقت بھی

نہیں۔ جنگ کا اخلاق پر کیا اثر پڑتا ہے۔ بعض مخصوص قوموں کی مثال مطلوب ہے۔ والسلام، عبدالسلام

(۱۲)

دفتر الہلال

۲ نومبر ۱۴ء

مجی تسلیم،

خطوط کے ڈھیر میں بعض خطوط ضائع ہوجاتے ہیں مگر یہ یقین ہے کہ مولانا آزاد نے اس کو نہیں دیکھا۔ وہ مذہبی و سیاسی مضامین کو زیادہ وقعت دیتے ہیں اور میں یہ نہیں چاہتا کہ آپ کے مضامین کی قیمت صرف روپیہ ہو۔ تاہم اگر اس موضوع پر کسی رسالہ میں آپ کا مضمون دیکھوں گا تو خوش ہوں گا۔

افسوس ہے کہ مولوی عبدالباری کی خواہش پوری نہیں ہوئی۔ تاہم وہ علمی ذوق تو بہرحال پورا کر سکتے ہیں۔ والسلام، عبدالسلام

(۱۳)

دفتر الہلال، کلکتہ

مجی تسلیم،

کتاب فرض والدین پہنچی، لیکن آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ میں صرف ایک مضمون نگار ہوں۔ خود اپنے مضامین بھی بہ اختیار خود نہیں چھپوا سکتا۔ ریویو لکھ دوں گا چھپوانا مولانا کے اختیار میں ہے۔

تمام کالج بند ہیں۔ بک سیلر سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اب پڑھائی کا زمانہ ختم ہوگیا اور پراسپکٹس وغیرہ محدود تعداد میں چھپتے ہیں اس لئے اس کی کوئی کاپی نہیں رہی آج سینٹ میں خط لکھ دیا ہے اگر کوئی کاپی ہوگی تو بذریعہ ویلو آجائے گی۔ آپ مولوی عبدالباری کو اس کی اطلاع دے دیجئے، اگر وہ اپنے سوالات لکھ کر بھیج دیں تو ممکن ہے یہاں اس کے جوابات بہ آسانی دریافت ہوسکیں۔

یہ تو نہایت خوشی کی بات ہے کہ آپ نے اپنے دماغ کو اب بہت ارزاں کردیا۔ یہ کوئی عیب کی بات نہیں بلکہ جو لوگ مفت خوری کرنا چاہتے ہیں وہی لوگ بداخلاق ہیں۔ میں مولانا ے سے عام طور پر معاوضہ کے مضامین کا ذکر کروں گا۔ اگرچہ مجھے ان باتوں کا سلیقہ نہیں آتا اور دنیا میں معاملات کے متعلق

لوگ عموماً بددیانت ہوتے ہیں اس لئے میں مالی معاملات کے متعلق بیچ میں پڑنا بھی نہیں چاہتا اور آپ نے اس کی کوئی خواہش بھی نہیں کی بلکہ ابتدا میری طرف سے ہوئی تاہم میری خواہش یہی ہے کہ آپ کے مضامین سے الہلال فائدہ اٹھاوے اور آپ کو معقول معاوضہ مل جائے۔

مولانا ۸ نے مقدمہ ۹ کو ضرور اپنی میز پر رکھا لیکن جو باتیں مولانا حالی نے مبہم اور پریشان طریقے سے لکھی تھیں ان کو یکجا منظم و مرتب کر دیا۔ تاہم مجھے یہ بدگمانی نہیں ہے کہ اس کو انھوں نے بالکل دلیل راہ بنایا۔ آپ اگر مضمون لکھیں تو تواردو کے ساتھ ہر ایک کے دقیق محاسن و معائب کا بھی موازنہ کرتے جائیں اگر سرقہ میں مال مسروقہ کو بہتر بنا دیا جائے تو اہل ادب اس کو ہنر خیال کرتے ہیں۔

شعرالعجم میں ایک دلچسپ بحث رہ گئی یعنی خواجہ حافظ و خیام کے فلسفہ کا موازنہ نہیں کیا گیا۔ اگر مجھے فلسفۂ لذتیہ کے اصول معلوم ہوتے تو میں اس کمی کو پورا کر سکتا۔ کیا فلسفۂ لذت و مسرت کے متعلق آپ کچھ معلومات دے سکتے ہیں؟ اب دفتر سیرت سے آپ کا تعلق ہے کہ نہیں؟ میرے نزدیک کوئی تعلق پیدا کر لیجئے۔ میرا اصول یہ ہے کہ عزت، ذلت میں اور ترقی تنزل میں ہے۔ پہلے بری بھلی ملازمت بہ جبر خاطر کر لینی چاہئے پھر خاطر خواہ راستے کھلتے رہیں گے جو لوگ میرے اس فلسفہ کو نہیں سمجھتے وہ مجھے پست ہمت اور دنی سمجھتے ہیں لیکن ہمارے ہندو بھائیوں نے اسی دنات سے ترقی کی ہے۔

کانفرنس ندوہ کا معائنہ کرنا چاہتی ہے۔ آپ کو جو تاریخ معلوم ہوں ان سے مطلع فرمایئے۔ مولوی مسعود (اگر ہوں) سے کہہ دیجیے کہ وہ تمام جزئیات وتفصیلات سے مطلع کریں۔ والسلام، عبدالسلام ندوی

(۱۴)

مکرمی السلام علیکم، ۱۰

صوم رمضان کے متعلق ایک نہایت ضروری اصلاح کی طرف آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کیونکہ جہاں تک مجھے یاد ہے آپ نے اب تک اس اہم مسئلہ کی طرف توجہ مبذول نہیں فرمائی ہے۔

یہ مسلم ہے کہ رمضان کے روزوں کا اصلی مقصد قوت بہیمیہ کو مغلوب اور قوت ملکیہ کو غالب کرنا ہے اسی لئے شارع نے ان مہیجات و محرکات سے چند دنوں کے لئے روکا ہے جس سے قوت بہیمیہ میں ہیجان پیدا ہوتا ہے، یعنی کھانا، پینا، عورتوں سے متمتع ہونا اور ان تینوں چیزوں کے چھوڑ دینے کے بعد مادی حیثیت

سے روزہ کی حقیقت مکمل ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علم اسرار الدین کے ماہرین نے روزہ کی تکمیل کے لئے جو باتیں ضروری قرار دی ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ غذا میں جہاں تک ممکن ہو کمی کی جائے چنانچہ امام غزالی احیاء العلوم میں لکھتے ہیں:

''روزہ کی تکمیل کی پانچویں شرط یہ ہے کہ افطار کے وقت حلال کھانا بھی اس قدر نہ کھایا جائے کہ پیٹ میں امتلا پیدا ہو جائے کیونکہ خدا کے نزدیک کوئی ظرف اس پیٹ سے زیادہ مبغوض نہیں جو حلال کھانے سے بھر لیا جائے، درحقیقت روزہ سے خدا کے دشمن کی شکست اور خواہش نفسانی کی مغلوبیت کیونکر ممکن ہے؟ جب کہ روزہ دار اپنے افطار کے وقت اس کمی کی تلافی کرے جو دن میں کی گئی ہے بلکہ بسا اوقات طرح طرح کے کھانوں سے وہ اس پر اضافہ کر لیتا ہے یہاں تک کہ یہ ایک مستقل عادت ہو گئی ہے کہ رمضان کے لئے ہر قسم کے کھانے مہیا کیئے جاتے ہیں اور اس میں وہ کھانے کھائے جاتے ہیں جو اور مہینوں میں نہیں کھائے جاتے۔ حالانکہ یہ معلوم ہے کہ روزہ کا مقصد بھوکا رہنا اور خواہش نفسانی کو شکست دینا تاکہ نفس کو تقویٰ حاصل کرنے کی قوت حاصل ہو لیکن جب معدہ کو صبح سے شام تک خالی رکھا جائے یہاں تک کہ اس کی خواہش طعام میں ہیجان پیدا ہو جائے اور اس کی رغبت غذا کی طرف بہت زیادہ ہو جائے۔ پھر اس کو لذیذ کھانے کھلا کر آسودہ و سیر کر دیا جائے تو اس کی لذت طلبی بڑھ جائے گی، اس کی قوت دوگنی ہو جائے گی اور وہ خواہش ابھر جائیں گی جو تقریباً دبی ہوئی تھیں، غرض روزہ کی روح ان قوتوں کو ضعیف کرنا ہے جو برائی کی طرف میلان پیدا کرنے میں شیطانی آلے ہیں اور یہ غرض صرف تقلیل غذا سے حاصل ہو سکتی ہے اور وہ یہ ہے کہ روزہ دار صرف وہی کھانا کھائے جو رمضان کے علاوہ معمولاً کھاتا تھا لیکن اگر صبح و شام دونوں وقت کا کھانا ملا کر کھائے تو اس کو روزہ سے کچھ فائدہ نہیں پہنچ سکتا بلکہ آداب صوم میں یہ ہے کہ روزہ دار دن کو بہت نہ سوئے تاکہ اس کو بھوک اور پیاس کا احساس ہو اور اپنی قوت کا ضعف معلوم ہونے لگے''۔ (احیاء العلوم، جلد اول، مطبوعہ مجتبائی پریس، ص: ۱۴۷)

احادیث کے مطالعے سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کیونکہ عہد نبوت اور عہد صحابہ میں رمضان کے کھانا کا کوئی مزید اہتمام نہیں کیا جاتا تھا بلکہ معمولی غذا رمضان میں بھی کھائی جاتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کھجور یا پانی سے افطار کرتے تھے، سحر میں بھی ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے صرف کھجوریں

کھائیں بعد کو کچھ صحابہ ستو گھول کر لائے تو ستو بھی پی لیا۔ اس سے زیادہ مجھے اس عہد مبارک میں غذاؤں کی رنگینی اور بوقلمونی نظر نہیں آتی لیکن اس وقت مسلمانوں کی حالت کیا ہے؟ رمضان نے ایک تہوار یا تقریب کی صورت اختیار کر لی ہے معمولی آدمی کے لئے بھی افطار کے وقت گھگھنی یا پھلوڑی تو لازمی ہے۔ سحر کے لئے دودھ بھی ایک اہم چیز فرض کر لی گئی ہے۔ کھانے میں بھی جو شخص دال روٹی کھاتا تھا وہ کم از کم ترکاری کا تو اضافہ کر ہی لیتا ہے۔ اہل مقدرت کے دسترخواں تو رمضان میں گویا رنگین غذاؤں کا گلدستہ بن جاتے ہیں۔ دعوتوں کا ہنگامہ گرم ہو جاتا ہے۔ روزہ کشائی کی رسم تو خالص شادی کی تقریب بن جاتی ہے۔ یہ حالت معمولی دنیاداروں کی نہیں ہے، علما و صوفیہ بھی اسی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ رمضان میں بجائے اس کے کہ حدیث و قرآن کا درس دیا جائے راحت طلبی کے لئے ہمارے عربی مدارس میں تعطیل ہو جاتی ہے۔ میں نے ایک خاص تصوف کے مرکز کے متعلق ایک مضمون پڑھا تھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ مغرب سے سحر کے وقت تک تمام لوگ جو اس مرکز سے روحانی فیض اٹھاتے ہیں، بیدار رہتے ہیں اور زیادہ تر عمدہ غذاؤں کا لطف اٹھاتے ہیں، تراویح کے بیچ میں اور تراویح کے بعد تین بار چائے کا دور چلتا ہے چونکہ آپ نے زیادہ تر علما و صوفیہ کا فیض اٹھایا ہے اس لئے براہِ کرم مجھ کو اور ناظرین ''سچ'' کو اس معاملہ میں اپنی معلومات سے فائدہ پہنچایئے اور یہ بتایئے کہ اس کی سند کیا ہے؟ اور یہ حالت مقاصد صوم کے منافی ہے یا نہیں؟ عبدالسلام ندوی

(۱۵)

شبلی منزل، اعظم گڑھ

۵/جنوری ۳۷ء

مکرمی السلام علیکم،

میں نے اس سال تاریخ اخلاق کا پہلا حصہ دور نبوت تک مکمل کر دیا اگر آپ تشریف لائے تو اس کو ملاحظہ کر سکیں گے۔ اب دوسرا حصہ زیر ترتیب ہے یعنی دور خلافت راشدہ، دور بنی امیہ، دور عباسیہ۔ میں نے جو نقشہ تجویز کیا ہے اور جس کے مطابق پہلے حصے کو مکمل کیا ہے وہ حسب ذیل ہے۔

۱۔ ہر دور کے اخلاق کی عملی تشریح، اس دور میں جو علمی اخلاقی لٹریچر پیدا ہوا اس کا خلاصہ

۲۔ اس علمی و عملی نظام اخلاق کے پیدا ہونے کے علل و اسباب

۳۔ اس علمی و عملی نظام اخلاق کے علمی و عملی نتائج

اگر آپ اس سے بہتر کوئی خاکہ قائم کر سکیں تو اس سے مطلع فرمائیں تاکہ اس کے مطابق کتاب کو مرتب کیا جائے۔ ایک بڑی دقت یہ پیش آتی ہے مستند تاریخوں میں اس قسم کی معلومات بہت کم ملتی ہیں اس لئے دور نبوت و دور خلافت کے بعد مسلمانوں میں محاسن اخلاق کے ساتھ اخلاقی معائب بھی پیدا ہوئے اور تاریخی حیثیت سے ان کی تفصیل بھی ضروری ہے لیکن شائد عام طور پر لوگ اس کو ناپسند کریں کیونکہ آج تک جو کچھ لکھا گیا ہے وہ مسلمانوں کے فضائل ہی سے تعلق رکھتا ہے اس لئے لوگ مسلمانوں کے فضائل ہی سننے کے عادی ہوگئے ہیں۔ اس سے بچنے کی کیا تدبیر ہے؟ والسلام، عبدالسلام ندوی

(۱۶)

مکرمی السلام علیکم،

مدت کے بعد شرف مکاتبت حاصل ہورہا ہے کیونکہ یہ شرف اوسیوقت (اسی وقت) حاصل ہوتا ہے جب کوئی علمی مشکل پیش آتی ہے۔

ایک عربی کتاب جو فرنچ زبان سے ترجمہ کی گئی ہے، میں نے اصلاح تعلیم پر ۵۳ صفحے کا ایک طویل مضمون اخذ کر کے لکھا ہے اس میں علم النفس کے ایک اصول کا ترجمہ ''قانونِ تناوی خواطر'' کے لفظ سے کیا ہے اور حاشیہ میں لکھا ہے کہ ''قانونِ تناوی خواطر'' کی صرف دو صورتیں اوسکی (اس کی) اور تمام صورتوں کا مرجع ہیں۔

(۱) تناوی خواطر بحکم مجاورت۔ (۲) تناوی خواطر بحکم تشابہ

پہلی صورت میں تناوی خواطر بحکم مجاورت کا منشا یہ ہے کہ نفس پر جب ایک ہی وقت میں دو مختلف چیزوں کا اثر پڑتا ہے یا وہ پیہم آنے والے اقات میں اون (ان) دونوں چیزوں سے متاثر ہوتا ہے تو ایک کی یاد سے دوسرے کی یاد تازہ ہوجاتی ہے اور دوسری صورت میں یعنی تناوی خواطر بحکم تشابہ کا منشا یہ ہے کہ جو خیالات تمہارے دل میں اس وقت پیدا ہوتے ہیں وہ تمہارے گذشتہ خیالات کی یاد کو تازہ کردیں گے بشرطیکہ ماضی و حال کے خیالات میں مشابہت ہو، پہلی صورت پر تمام زندہ مخلوقات کی تعلیم و تربیت موقوف ہے، مثلاً گھوڑے کو تعلیم اسی صورت کے مطابق دی جاتی ہے اور اس سے ایسے نتائج پیدا ہوتے ہیں جو بظاہر

متناقض معلوم ہوتے ہیں مثلاً اگر دوڑتے میں گھوڑے کو کوڑا مار دیا جائے تو دفعتہً رک جاتا ہے کیونکہ وہ ''تناوی خواطر بحکم مجاورت'' کے مطابق بہت دنوں تک اوسکے سوار نے دوڑنے کی حالت میں اوسکو (اس کو) کوڑا مارا ہے اور ساتھ ساتھ لگام بھی کھینچ لی ہے اس (بغیر واد) سے گھوڑے نے یہ تعلیم حاصل کی ہے کہ کوڑے مارنے کا نتیجہ رک جانا ہے اس لئے جب جب کوڑا مارا جائے اوسکو فوراً رک جانا چاہئے جس کے لئے لگام کھینچنے کی ضرورت نہیں۔

آخر یہ کیا قانون ہے؟ اس کی کتنی صورتیں ہیں؟ انگریزی یا اردو میں اس کے لئے کیا اصطلاح مقرر ہے؟ امید ہے کہ آپ اس مسئلہ کی پوری تشریح فرما کر اس مشکل کو حل کردیں گے۔

امید ہے کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا، مدت سے آپ نے دارالمصنفین کو سرفراز نہیں فرمایا کب تک آپ سے ملاقات حاصل ہونے کی توقع کی جائے؟ شائد ریڈیو کے جواز پر آپ کے پاس کوئی مطبوعہ فتویٰ موجود ہے، اگر ہو تو براہِ کرم اس کو بھی بھیج دیجیے۔

والسلام، عبدالسلام ندوی

شبلی منزل، اعظم گڑھ

۸/فروری ۱۹۴۰ء

(یہ خط بھی خدا بخش لائبریری پٹنہ میں محفوظ ہے۔ بشکریہ ڈاکٹر محمد ضیاء الدین انصاری ڈائرکٹر خدا بخش لائبریری)

(۱۷)

شبلی منزل، اعظم گڑھ

۵/اکتوبر ۱۹۴۴ء

مکرمی السلام علیکم،

میں اقبال پر ایک نہایت جامع اور مفصل کتاب لکھنا چاہتا ہوں اور اس غرض سے اقبال کے کلام کے علاوہ ان تمام تصنیفات و مضامین اور لٹریچر کو پڑھنا چاہتا ہوں جو اقبال کے متعلق اردو اور انگریزی میں فراہم ہوگیا ہے۔

اب تک اس سلسلے میں میں نے حسب ذیل مضامین اور رسالوں کا مطالعہ کرلیا ہے:

(۱) روح اقبال۔ (۲) جوہر اقبال۔ (۳) پیغام حق۔ (۴) متاع اقبال۔ (۵) اقبال کا مطالعہ۔

(۶)اقبال اور اس کا پیغام۔ (۷)اقبال اور قرآن۔ (۸)اقبال کی شاعری۔ (۹)اقبال اور اکبر کی پیش گوئیاں۔ (۱۰)علی گڑھ میگزین اقبال نمبر۔ (۱۱)سب رس اقبال نمبر۔ (۱۲)رسالہ اردو اقبال نمبر۔ (۱۳)پیغام اقبال۔(۱۴)مکاتیب شاد و اقبال۔

ان کے علاوہ کچھ مضامین ہیں جو اقبال کے متعلق معارف میں شائع ہوئے ہیں۔اقبال کے کلام کے تمام مجموعے بھی یہاں موجود ہیں اور میں سب سے آخر میں بہ نظر تنقید و تقریظ ان کو پڑھوں گا۔ان کے علاوہ اقبال پر چند کتابیں انگریزی میں بھی لکھی گئی ہیں جن میں بعض یہاں ہیں اور بعض نہیں ہیں۔اب اس تفصیل کے عرض کر دیئے کے بعد آپ سے حسب ذیل گذارش ہے:

۱۔ اردو میں متذکرہ بالا مضامین و رسائل کے علاوہ اقبال پر اور کیا لکھا گیا ہے؟

۲۔ انگریزی میں اقبال پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان کے کیا نام ہیں؟اور وہ کہاں سے مل سکتی ہیں؟

۳۔ اقبال نے نثر میں کون کون سی کتابیں لکھی ہیں، چند کتابوں کے نام معلوم ہیں مثلاً فلسفۂ ایران جس پر ان کو پی ایچ۔ڈی کی ڈگری ملی، ملت بیضا پر ایک نظر، تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ، خطبات مدراس۔ غالباً یہ تمام کتابیں انگریزی میں ہیں اور ان میں بعض کے ترجمے بھی کئے گئے ہیں۔ یہ کتابیں اور ان کے ترجمے کہاں سے ملیں گے؟

آپ سے اور بھی بہت سی باتیں مشورہ طلب بلکہ اعانت طلب ہیں لیکن سرِ دست آپ کے وقت اور دماغ پر زیادہ بار ڈالنا مناسب نہیں سمجھتا۔ والسلام، عبدالسلام ندوی

(۱۸)

شبلی منزل، اعظم گڑھ

۱۱/اکتوبر ۱۹۴۴ء

مکرمی السلام علیکم،

۱۔انگریزی کتابوں میں ''میٹا فزکس آف اقبال'' از ڈاکٹر عشرت حسین اور ''اقبال ہز آرٹ اینڈ تھاٹ'' از مسٹر عبدالوحید آکسن اور ''تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ'' یہاں موجود ہیں بقیہ کتابوں کے لئے شیخ اشرف لاہور کو لکھوں گا آپ ان کے پورے پتے سے مطلع فرمائیے۔حال میں صدق میں ایک اور انگریزی کتاب ''آسپکٹ آف اقبال'' کا نام آیا تھا غالباً آپ کے پاس ہوگی۔

۲۔ ''مسلمانوں کی زندگی اور اقبال'' از میر ولی الدین مستقل رسالہ ہے یا مضمون، اگر مضمون ہو تو جس رسالہ میں چھپا ہو اس کا نام لکھ دیجیے۔

۳۔ ''صدق'' کی جلدیں غالباً سب یہاں موجود ہیں آپ نے اقبال کی کتابوں پر جو کچھ لکھا ہے ان میں دیکھ لوں گا اگر آسانی سے ممکن ہو تو سنہ اور نمبر کا حوالہ دے دیجیے تا کہ ان مضامین کو نکالنے میں آسانی ہو۔

۴۔ میرے لئے انگریزی کتابوں سے فائدہ اٹھانا ذرا مشکل ہے اور اس سے زیادہ مشکل ایک اور کام ہے۔ اقبال نے یورپ کے جن فلسفیوں کے فلسفہ سے فائدہ اٹھایا ہے مثلاً نطشے، برگساں اور کانٹ وغیرہ ان کے مختصر حالات اور ان کے فلسفہ کا خلاصہ درکار ہے اگر چہ اقبال پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں یہ مباحث موجود ہیں لیکن میں زیادہ مستند حوالوں سے ان مباحث کو پیش کرنا چاہتا ہوں کیا آپ اس میں میری کچھ مدد فرمائیں گے۔ والسلام، عبدالسلام ندوی

(۱۹)

شبلی منزل، اعظم گڑھ

۱۳ر نومبر ۱۹۴۴ء

مکرمی السلام علیکم،

انسان کامل کا نظریہ کس کی ایجاد ہے؟ صوفیوں میں کن کن لوگوں نے اس کو قبول کیا ہے؟ کیا وہ شریعت کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے؟ اس موضوع پر عبدالکریم جیلی کی کتاب ''الانسان الکامل'' کہاں سے ملتی ہے؟ کیا وہ آپ کی نظر سے گزری ہے؟

دبستان المذاہب میں ایک ضمنی موقع پر لکھا ہے ''صوفیہ انسانِ کامل را عبارت از خلیفۂ زمان دانستہ سجدہ تجویز کردند چہ صوفیہ انسانِ کامل را سجدہ می کنند گفتند مراد از آن رمز کہ ملائکہ آدم را سجدہ کردند آنست کہ عقلاً ملائکہ ارضی اند انسان کامل را کہ خلیفۂ خدا است نماز بردند و کعبہ و قبلہ نیز انسان کامل را خوانند''۔

والسلام، عبدالسلام ندوی

(۲۰)

شبلی منزل، اعظم گڑھ

۳۰ر جنوری ۴۷ء

مکرمی السلام علیکم،

میں اس وقت ڈاکٹر اقبال پر لکھ رہا ہوں اور عنقریب یہ کتاب ختم ہونے والی ہے اس کے بعد اگر آپ میرے لئے کوئی دوسرا کام تجویز فرمائیں تو آپ کی عنایت ہوگی۔

حیات [11] رازی تو میں اپنی بساط کے موافق مکمل کر چکا ہوں اور وہ یہاں محفوظ ہے آپ لوگوں کے دیکھنے کے بعد اگر ترمیم و اضافہ کی ضرورت پیش آئی تو آپ لوگوں کے مشورہ کی تعمیل کروں گا۔ حیاتِ اقبال [12] بھی آپ لوگوں کی نظر التفات کی محتاج ہے بلکہ میری اور تصنیفات بھی۔

اس وقت ریاحی شکایت اور دوسرے حالات سے شکستہ خاطر ہوں اور آپ کی دعا کا محتاج۔

والسلام، عبدالسلام ندوی

(۲۱)

شبلی منزل، اعظم گڑھ

۲۳ر دسمبر ۵۱ء

مکرمی السلام علیکم،

میں نے متعدد کارڈ لکھے جو غالباً آپ کو نہیں ملے ورنہ جواب سے محروم نہ رہتا۔ اب پھر اسی غرض سے لکھ رہا ہوں اگر آپ نے میری کتاب ''اعجاز القرآن'' کو دیکھ لیا ہے تو براہ کرم اس کو انشورڈ یا کم از کم رجسٹرڈ فرما دیجیے تاکہ آپ کی ہدایت کے مطابق اس میں ترمیم و اضافہ کر سکوں ساتھ ہی اپنی رائے ایک الگ پرچے پر لکھ کر بھیج دیجیے گا۔ مصارف ڈاک کے لئے اگر آپ چاہیں تو ٹکٹ یہاں سے بھیج دیئے جائیں ورنہ آپ خود ٹکٹ لگا کر بھیج دیجیے تاکہ یہ معلوم ہونے پر کہ کتنے کے ٹکٹ صرف ہوئے ہیں، ان کی قیمت یہاں سے بھیج دی جائے۔ یہ دفتری معاملہ ہے اس لئے اس طریقے میں کوئی ذاتی سوال مانع نہیں ہوتا۔

عبدالسلام ندوی [13]

حواشی وحوالہ جات:

۱ علامہ شبلی

۲ ''معاملۂ عبدالکریم'' کے لئے ''حیات شبلی'' طبع اول، ص: ۶۴۳، بعد ملاحظہ ہو۔

۳ یہ اشارہ ''مسلم گزٹ'' لکھنؤ کے ایڈیٹر وحیدالدین صاحب سلیم کی طرف ہے۔ بقول مولانا سید سلیمان ندوی ''مسلم گزٹ لکھنؤ کے ایڈیٹر مولوی وحیدالدین صاحب سلیم نے ایک خاص غرض سے اس فتنہ کو بڑھانے میں بڑا حصہ لیا'' حیات شبلی، طبع اول، ص: ۶۴۵

۴ علامہ شبلی نعمانی

۵ اوپر والا پتہ نیچے بھی درج ہے۔

۶ اس وقت ۱۹۱۴ء کے الہلال کی فائل سامنے نہیں ہے۔ معلوم نہیں کہ مذکورہ تحریر مولانا عبدالسلام ندوی کے نام سے شائع ہوئی تھی یا نہیں؟ بہرحال اب یہ مسلم ہوجاتا ہے کہ اکتوبر ۱۹۱۴ء سے پہلے کے الہلال میں فوج کی نفسیات پر جو تحریر شائع ہوئی تھی وہ مولانا عبدالسلام ندوی کی تھی کسی اور کی نہیں۔

۷ اس خط پر کوئی تاریخ درج نہیں ہے۔ یہاں مولانا سے مراد ابوالکلام آزاد ہیں۔ ان سے معاوضہ کے سلسلے میں گفتگو کرنے کا وعدہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ اس زمانے کا خط ہے۔ جب مولانا عبدالسلام ندوی الہلال کے اسٹاف میں تھے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ خط ۱۹۱۴ء ہی کا ہو اور علامہ شبلی کی زندگی میں (۱۸ر نومبر ۱۹۱۴ء سے پہلے) لکھا گیا ہو۔

۸ یہاں مولانا سے مراد علامہ شبلی نعمانی ہیں۔

۹ مقدمہ سے مراد ''مقدمہ شعروشاعری'' ہے۔ اس خط سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگ علامہ شبلی کی زندگی ہی میں ''مقدمہ شعروشاعری'' اور ''شعرالعجم'' کا باہم موازنہ ومقابلہ کرنے لگے تھے۔

۱۰ اس خط پر کوئی تاریخ درج نہیں ہے۔ اس کی اشاعت ۲۹ر دسمبر ۱۹۳۳ء کے ''سچ'' لکھنؤ میں ہوئی تھی، ظاہر ہے کہ خط ۲۹ر دسمبر سے پہلے لکھا گیا ہوگا۔ بہ ظن غالب مہینہ دسمبر ہی کا رہا ہوگا اور سال بھی ۱۹۳۳ء کا۔ بعدازاں عبدالماجد صاحب دریابادی کی کتاب ''حکیم الامت۔ نقوش وتاثرات'' مطبوعہ مطبع معارف اعظم گڑھ ۱۹۵۳ء، ص: ۳۲۴، ۳۲۶ میں نقل ہوا۔ یہ متن ''حکیم الامت'' سے نقل کیا گیا ہے۔

۱۱ یہ کتاب ''امام رازی'' کے نام سے شائع ہوئی تھی۔

۱۲ اشارہ ہے ''اقبال کامل'' کی طرف، پہلے اس کا نام مکمل اقبال تھا۔

۱۳؎ خط نمبر تیرہ کے علاوہ عبدالماجد صاحب دریابادی کے نام لکھے گئے یہ تمام خطوط مجھے براہ راست عبدالماجد صاحب دریابادی ہی سے ملے تھے جن کو نقل کرنے کے بعد میں نے ان کو واپس کردیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ عبدالماجد صاحب دریابادی نے مولانا عبدالسلام ندوی کے وہ تمام ''گرما گرم'' خطوط روک لئے تھے جن میں مجادلہ و مناظرہ کا انداز تھا اس کی ایک مثال وہ خط کتابت بھی ہے جو فروری مارچ ۱۹۵۲ء میں دونوں کے مابین ہوئی تھی۔ ہم کو اس گرما گرم خط کتابت کا علم خود عبدالماجد صاحب دریابادی کے ایک خط سے ہوتا ہے جس کو ڈاکٹر شہاب الدین کی کتاب ''مولانا عبدالسلام ندوی کی ادبی خدمات'' میں صفحہ ۸۵، ۸۶ پر دیکھا جاسکتا ہے۔